ماہ شعبان کی فضیلت اور پندرھویں شب

خبیب کاظمی

مساجد میں جلسے وجلوس کا اہتمام، بعد مغرب بآواز بلند امام کی تلقین کے ساتھ ذکر کرنا، قرآن خوانی کا اہتمام کرنا، مردوں یا عورتوں کا قبرستان جانا، مزاروں اور مقبروں پر موم بتی جلانا یا خوشبو کی دھونی دینا، اس رات کے لئے اچھے اور نئے لباس کا انتخاب کرنا، پٹاخے پھوڑنا، یا پندرہ شعبان کے دن روزہ کو مشروع سمجھنا غیر مناسب اعمال ہیں، یہ ساری چیزیں بدعات میں شامل ہیں اور بدعات بدترین گمراہی ہے اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ''رسول اللہ ﷺ (پے در پے اتنے) روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے (اب) آپ روزہ رکھنا بند نہیں کریں گے، اور (پھر) اتنے دنوں تک بغیر روزوں کے رہتے کہ ہم سمجھتے (اب) آپ روزے نہیں رکھیں گے، اور آپ (پورے) شعبان میں یا شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے تھے۔'' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے نہیں دیکھا اور ماہ شعبان کے مقابلہ میں کسی بھی مہینے میں زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔'' (بخاری کتاب الصوم)

ترمذی میں بھی ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ شعبان سے زیادہ (رمضان کے بعد) کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوں، چند دن چھوڑ کر آپ ﷺ پورے ماہ روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی اور دو مہینے میں مسلسل روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' (ترمذی کتاب الصوم)

حضرت ام سلمہ ہی سے ایک روایت اس طرح ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی لگاتار دو مہینہ روزہ رکھتے نہیں دیکھا، البتہ آپ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔'' معلوم یہ ہوا کہ آپ ﷺ ماہ رمضان کے بعد روزوں کا اہتمام سب سے زیادہ شعبان میں کرتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ ''اتنا ہی عمل کرو جس کو بآسانی کر سکو کیونکہ جب تک تم نہ اکتا جاؤ خدا نہیں اکتاتا۔'' امام داؤدؒ اور امام نسائیؒ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے نیز ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

یہاں پر ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رمضان اور شعبان کے مکمل روزوں کی اجازت امت کے لیے نہیں ہے۔ آپ ﷺ کو خاص روحانی قوت حاصل تھی اس لیے روزہ آپ کے لیے کمزوری کا سبب نہیں بنتا تھا مگر اُمت کو پندرہ شعبان کے بعد روزے سے منع کیا گیا ہے تاکہ قوت وتوانائی رمضان کے فرض روزوں کے لئے برقرار رہے۔ چنانچہ امام ترمذی جامع الترمذی میں ''باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم فی النصف الثانی من شعبان'' کے تحت بروایت حضرت ابوہریرہ ایک حدیث میں فرماتے جب نصف شعبان باقی رہ جائے (یعنی نصف شعبان گزر جائے) تو روزہ نہ رکھو)

ماہ شعبان کی فضیلت کے تعلق سے ایک اور حدیث جو اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا کہ شعبان کے علاوہ اور کسی ماہ آپ کو اس قدر روزوں کا اہتمام کرتے نہیں دیکھا؟ فرمایا: ''رجب اور رمضان کا یہ درمانی مہینہ جس سے عام طور پر لوگ غافل رہتے ہیں حالانکہ اس مہینے میں تمام اعمال پروردگار عالم کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے رہوں۔ (سنن نسائی کتاب الصیام باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماہ شعبان کی فضیلت مسلم اور مشروع ہے اور اس ماہ کی فضیلت کے بالاتفاق تمام فقہاء ومحدثین قائل ہیں البتہ علماء کے درمیان جو چیز وجہ نزاع واختلاف بنی وہ شعبان کی نصف رات کی فضیلت ومشروعیت اور اس رات کی جانے والی خصوصی عبادات ہیں۔

یہ بات صحیح ہے کہ اس شب میں کوئی خصوصی نماز، کوئی متعین دعاء، یا اور کسی خاص عبادت کے سلسلہ میں نہ تو کوئی صحیح حدیث وارد ہے نہ عہد نبوی میں کوئی اس بات کی چرچا تھی اور نہ ہی عہد صحابہ میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے، البتہ عہد تابعین میں شام کے چند تابعین کا ذکر ملتا ہے جو اس رات کی فضیلت کے نہ یہ کہ قائل تھے بلکہ اس رات کثرت سے عبادت کرتے۔

حافظ ابن رجبؒ کے حوالہ سے متقدمین ومتاخرین کے اکثر محدثین نے اپنی کتابوں میں ان تابعین کا ذکر کیا ہے۔ ابن رجبؒ اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ اس کا ظہور تابعین کے دور میں ہوا ''شام کے بعض تابعین مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر وغیرہ اس کی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اور اسمیں کثرت سے عبادات واذکار میں مشغول ہوتے، اس طرح اس رات کی عظمت وفضیلت لوگوں میں عام ہوتی گئی۔ چنانچہ جب یہ بات مختلف علاقوں میں پھیلنا شروع ہوئی تو اختلافات شروع ہوئے، بعض نے اس کی عظمت کو قبول کیا جنمیں سے اہل بصرہ کے بھی کچھ لوگ تھے البتہ حجاز کے اکثر علماء اس کے منکر تھے'' انہیں میں عطا اور ابن ابی ملیکہ بھی تھے، فقہائے مدینہ بھی اس کے قائل نہیں تھے یہ قول امام مالک اور ان کے اصحاب کا ہے۔

متاخرین میں شیخ عبداللہ ابن بازؒ اپنے کتابچہ ''الرسالة الثالثه فی حکم الا حتفال بلیلة النصف من شعبان'' میں ان ہی تابعین کے تعلق سے حافظ ابن رجبؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ حضرات نہ صرف یہ کہ مساجد میں اجتماعی شب بیداری اور دیگر چیزوں کو مشروع قرار دیتے تھے بلکہ اس رات زیب وزینت اختیار کرتے، اچھے کپڑے پہنتے، عطر وغیرہ کا اہتمام کرتے، سرمہ لگاتے۔ کیا عجب کہ آج معاشرہ میں اس رات جو اعمال رائج ہیں وہ یہیں سے آئے ہوں، چھوٹے بڑے، مرد وخواتین سب اس رات گھر کی سجاوٹ کرتے ہیں اس رات عید کی طرح عمدہ لباس کا انتخاب کیا جاتا ہے، خواتین وبچے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں رنگ برنگ لباس پہن کر قبرستان کی سیر کو نکلتی ہیں، ''عید الموتیٰ'' کے عقیدہ کے طور پر قبرستان میں چراغاں کیا جاتا ہے، پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں یہ ساری بدعات فاش اور خرافات کی دین میں کوئی اصل نہیں ہے۔ ایک بہت مشہور حدیث جو عوام وخواص میں عام ہے امام ترمذیؒ نے اپنے یہاں ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ''لایعرف'' غیر معروف کہہ کر اس کے ضعف کو واضح کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''ایک رات میں نے آپ ﷺ کو بستر مبارک پر نہ پایا تلاش کرتی ہوئی جنت البقیع (قبرستان) پہونچی وہاں آپ ﷺ موجود تھے اور آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف تھا، مجھے دیکھ کر فرمایا: ''کیا تم کو یہ لگتا ہے کہ اللہ اور اللہ کا رسول تمہارے ساتھ ظلم کرے گا'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول ایسا نہیں ہے بلکہ میں تو یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ کسی غرض سے امہات المومنین میں سے کسی کے یہاں گئے ہونگے، فرمایا'' (ایسا نہیں ہے بلکہ) شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ سمائے دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے تمام بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے چہ جائے کہ اس کے گناہ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔'' (جامع الترمذی، أبواب الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان)

دار قطنی نے اس کی اسناد کو مضطرب اور غیر ثابت شدہ بتلایا ہے، امام بخاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، متاخرین کے مشہور عالم علامہ ناصر الدین البانیؒ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

اسی سے ملتی جلتی ایک اور حدیث کا ذکر ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ کیا ہے ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب زمین والوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے تمام بندوں کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے'' اسی طرح کی ایک اور حدیث حضرت موسیٰؓ اشعری سے مروی ہے جس میں ''مشاحن'' کے بجائے ''منافق'' کا لفظ ہے۔ امام احمدؒ نے ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جس میں ''فیغفر لعبادہ الا اثنین مشاحن او قاتل نفس'' کے الفاظ ہیں۔ علامہ بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ایک اور حدیث ابوثعلبہ الخشنی سے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماہ شعبان کی جب پندرھویں شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، مومنین کے گناہ معاف کرتا ہے، کافرین کو مہلت دیتا ہے، بغض وحسد رکھنے والوں کو چھوٹ دیتا ہے تا آنکہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں۔''

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب زمین والوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے تمام بندوں کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے، یہ حدیث صحیح ہے صحابہ کی ایک جماعت جیسے حضرات معاذ بن جبل، ابوثعلبہ الخشنی، عبد اللہ بن عمرو، ابو موسیٰ اشعری، ابوہریرہ، ابوبکر الصدیق، عوف بن مالک اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے اسے مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔'' (السلسلة الصحیحة ۳/ ۱۳۵: ح ۱۱۴۴)

علامہ البانیؒ کے علاوہ دوسرے متقدمین نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

اس شب کی فضیلت کے لئے متعدد احادیث وارد ہیں یہی وجہ ہے کہ متقدمین ومتاخرین کے بعض علماء اس کی فضیلت اور ذکر واستغفار کی مشروعیت کے قائل رہے ہیں۔ انھیں میں عطاء بن یسار اور اسحاق بن راہویہ جیسے علماء ومحدثین بھی شامل ہیں۔ امام اوزاعیؒ کا قول بھی اسی کے حق میں ملتا ہے اور وہ اس رات خاص نماز کو مستحب مانتے تھے، مگر حافظ ابن رجب اس قول کو غریب اور ضعیف کہتے ہیں، کہتے ہیں اس طرح کی کوئی چیز نہ نبی کریم سے ثابت ہے نہ عہد صحابہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی شرعی دلائل اس کی مشروعیت کے سلسلہ میں نبی کریمؐ کی یہ حدیث ہمارے سامنے رہنی چاہئے ''من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد'' جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے۔

اسی طرح اس رات ایک اور بدعت فاش دیکھنے میں یہ آتی ہے کہ چھوٹی بڑی مساجد میں جلسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، مغرب بعد امام کی اقتدا کے ساتھ بآواز بلند اذکار کا ورد، اجتماعی شب بیداری اور خصوصی نمازوں کا اہتمام کرنا، بالکل جشن کا ماحول بنانا، یہ ساری چیزیں عہد نبوی اور عہد صحابہ میں قطعی نہیں تھیں۔ یہی نہیں اس کے دوسرے روز باقاعدہ روزہ رکھا جاتا ہے۔ روزہ کے تعلق سے جو حدیث مروی ہے وہ موضوع ہے۔

امام احمدؒ اس پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیوں کہ اس کی سند میں ابوسبرہ نامی ایک شخص ہے جو احادیث گڑھا کرتا تھا، اس کے علاوہ ابن رجبؒ نے لطائف المعارف میں اور علامہ بوصیری نے الزوائد میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے متاخرین میں علامہ البانیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

جہاں تک ''صلاۃ الفیۃ'' (ایک ہزار رکعت والی نماز)، یا ''صلوۃ مائۃ'' (سو رکعت والی نماز) یا ''صلوۃ البراۃ'' (نجات والی نماز) والی احادیث کا تعلق ہے وہ تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہیں۔ اور موضوع حدیث کسی بھی طرح حجت کے لائق نہیں ہوسکتی۔ ان نمازوں کا ذکر کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے۔ ہمیں ایسی روایات کو سرے سے ترک کردینا چاہیے۔

صلوٰۃ المائۃ والی حدیث اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی جس نے نصف شعبان کی رات کو سو رکعت نماز اس طرح سے پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور اسکے بعد دس دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھی، اے علی جو بندہ بھی یہ نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ حاجت پوری کرے گا جو بھی وہ اللہ سے مانگے۔'' (اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للسیوطی جلد 2 صفحہ 49)

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ اور اسلوب بیان سے ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کیوں کہ حدیث گڑھنے والے کو حدیث وضع کرنے کی بھی تمیز نہیں تھی، اس کی ساری سندیں غیر معروف ہیں، دوسرے تیسرے طرق میں بھی اس حدیث کو روایت کیا گیا ہے مگر اس کے بھی سارے رواۃ مجہول ہیں اسی طرح ''اثنتا عشرۃ رکعة بالاخلاص ثلاثین مرۃ...'' والی روایت بھی موضوع ہے ''جو شخص نصف شعبان کی رات بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الاخلاص تیس مرتبہ پڑھے تو وہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔'' یہ روایت بھی مجاہیل کی ایک بہت بڑی جماعت نے بیان کی ہے (اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للسیوطی جلد 2 صفحہ 49، الموضوعات لابن جوزی جلد 2 صفحہ 129)

اس کے علاوہ ''واربع عشرۃ رکعة'' والی حدیث بھی موضوع ہے۔ صلاۃ الفیہ کے متعلق شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم مخالفة اصحاب الجحیم'' میں فرماتے ہیں: پندرھویں شعبان کی شب ''صلواۃ الفیۃ'' (ایک ہزار والی نماز) کا اہتمام جو مختلف مساجد اور مجامع میں دیکھنے میں آتا ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اس کے متعلق جو حدیث وارد ہے محدثین کے یہاں بالاتفاق موضوع ہے)۔

علامہ ابن بازؒ اپنے فتوی (حکم الاحتفال بلیلة النصف من شعبان) میں حافظ عراقی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: حدیث ''صلاۃ لیلة النصف....'' موضوع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وکذب علیہ۔ پندرھویں شب کو پڑھی جانے والی نمازوں سے متعلق حدیث من گڑھت اور جھوٹی ہے۔

اسی طرح امام نوویؒ کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں صلاۃ الرغائب میں مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جانے والی نماز ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات اور ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو سو نمازوں والی حدیث درست نہیں یہ دونوں نمازیں بدعت ہیں۔''

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''المجموع'' میں رقمطراز ہیں: ''صلاۃ الرغائب کے نام سے موسوم نماز جو کہ رجب کے پہلے جمعہ کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت ادا کی جاتی ہے، اور شعبان کے نصف یعنی پندرہ تاریخ کو پڑھی جانے والی نماز یہ دونوں قبیح قسم کی بدعات ہیں اور ''قوت القلوب'' اور ''احیاء علوم الدین'' نامی کتابوں میں اسے بیان کیے جانے سے کسی کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، اور نہ ہی کسی حدیث میں ذکر ہونے سے کیونکہ یہ سب باطل ہیں: (المجموع للنووی 3 / 548 بحوالہ الشبکة الاسلامیہ۔ قطر رقم الفتوی: 6001)

ایک دلچسپ بات یہ بھی ذکر کرنی ضروری ہے کہ اس رات کو شب براءت (نجات کی رات) کے نام سے جانا جاتا ہے جس کا تذکرہ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ملتا۔ اسی طرح بعض حضرات اس سے مراد نجات کی رات (لیلة القدر) مان کر عبادت کرتے ہیں حالاں کہ لیلة القدر رمضان کی طاق راتوں میں ہے۔ سورۃ دخان کی آیۃ ۳ ''لیلة مبارکة'' سے مراد شعبان کی نصف رات لینا عقلاً ونقلاً دونوں اعتبار سے صحیح نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اگر اس سے یہ رات مراد لی جائے تو قرآن کے اس صریح نص (شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن) سے تصادم ہوگا جس میں قرآن کے نزول کا مہینہ رمضان اور زمانہ، مبارک رات ''لیلة مبارکة'' کہا گیا ہے، اسی طرح سورۃ القدر میں جس شب کا ذکر ہے اس سے مراد بھی لیلة القدر ہے۔ قاضی ابوبکر ابن العربیؒ سورہ دخان کی اس آیۃ کی تفسیر میں تین مسائل لکھتے ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے رات میں نازل فرمایا۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ وہ رات نہایت بابرکت ہے، اس رات اللہ کی جانب سے لامحدود خیر کا نزول ہوتا ہے، اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے اور انعامات سے نوازتا ہے۔ تیسرا مسئلہ اس رات کی تعیین کا ہے، جس کے بارے میں جمہور علماء کی یہی رائے ہے کہ وہ لیلة القدر ہے۔ جو لوگ نصف شعبان کی رات مراد لیتے ہیں بالکل غلط ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب صادق میں فرماتا ہے کہ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا'' (البقرہ: ۱۸۵)

چنانچہ یہ صریح نص اس کے نزول کا وقت (رمضان) اور زمانہ (مبارک رات) کو بتلا رہا ہے، اب اس صریح نص سے مراد کسی اور رات کو لینا غلط ہے، اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ اس رات انسان کے مقدرات تقسیم ہوتے یا لکھے جاتے ہیں یہ ساری ایسی چیزیں ہیں جس کی طرف التفات نامناسب ہے'' (احکام القرآن)۔

علامہ ابن بازؒ اسی بحث میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے کسی نے کہا کہ زیاد النمیری کہتے ہیں: شعبان کی پندرہویں رات عبادت کرنے کا اجر لیلة القدر میں عبادت کرنے کے برابر ہے، ابن ابی ملیکہ نے کہا: ''اگر میں نے یہ بات سنی ہوتی اور میرے ہاتھ میں عصا ہوتا تو میں اس کو مارتا، زیاد ایک قصہ گو تھا۔''

خلاصۂ کلام یہ کہ اس رات خاص عبادات اور مخصوص اعمال جو احادیث میں وارد ہیں علماء ومحدثین کے نزدیک ضعیف اور متعدد موضوع ہیں اس لیے دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ آدمی وہی اعمال کرے جو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔

مذکورہ تحریر کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو مطلق عبادت یا ذکر واستغفار کرنا ہی غیر مشروع یا ناجائز ہے، بلکہ جو لوگ ہر روز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں، یا رات کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت میں گزارنا جن کے معمول میں شامل ہے، وہ اس رات کو بھی اپنے معمولات کو بجالا سکتے ہیں۔ اسی طرح جو حضرات ہر ماہ ایام بیض (تیرہویں، چودہویں، پندرہویں) کے روزے رکھتے ہوں ان کے لئے بھی بلا کراہت جائز ہے کہ پندرہ شعبان کو بھی روزہ رکھیں، اسی طرح جمعرات اور دوشنبہ کا روزہ رکھنے کا جن کا معمول ہے وہ بھی رکھ سکتے ہیں، اس کے علاوہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ امہات المومنین اپنے قضاء روزے شعبان میں رکھا کرتی تھیں تاکہ اللہ کے رسول کا ساتھ نصیب ہوجائے۔

دراصل بات وہاں پر شریعت سے ٹکراتی ہے جب اس شب کو اہمیت یا خصوصیت کا درجہ دیکر کسی خاص عبادت یا عمل کو مشروع قرار دیا جائے، جیسا کہ اوپر بات آئی کہ اس شب کسی بھی قسم کی خصوصی عبادت کی مشروعیت ثابت نہیں ہے مگر چونکہ اس رات کی اہمیت وفضیلت کا مطلق انکار نہیں کیا جاسکتا اس لیے صرف اتنی اجازت دی جاسکتی ہے کہ آدمی انفرادی طور پر بغیر کسی اجتماعیت کے اپنے گھر کے کسی کونے میں، یا محلہ کی مسجد میں تنہا عبادت اور ذکر واستغفار کرلے۔ متقدمین ومتاخرین کے بہت سارے علماء ان شرائط کے ساتھ اجازت دیتے ہیں علامہ تیمیہؒ، امام نوویؒ، اور امام اوزاعیؒ اس انفرادی عبادت کی اجازت دیتے ہیں۔ متاخرین میں علامہ صفی الرحمن مبارکپوریؒ، علامہ ابن بازؒ، شیخ محمد صالح عثیمین اور دیگر عرب علما بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ عبادت کی اجازت دیتے ہیں اور یہی رائے مولانا تقی عثمانی صاحب کی بھی ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے معاشرہ میں جو غیر اسلامی کام ہوتے ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مساجد میں جلسے وجلوس کا اہتمام، بعد مغرب بآواز بلند امام کی تلقین کے ساتھ ذکر کرنا، قرآن خوانی کا اہتمام کرنا، مردوں یا عورتوں کا قبرستان جانا، مزاروں اور مقبروں پر موم بتی جلانا یا خوشبو کی دھونی دینا، اس رات کے لئے اچھے اور نئے لباس کا انتخاب کرنا، پٹاخے پھوڑنا، یا پندرہ شعبان کے دن روزہ کو مشروع سمجھنا غیر مناسب اعمال ہیں، یہ ساری چیزیں بدعات میں شامل ہیں اور بدعات بدترین گمراہی ہے اور گمراہی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

اسی طرح اس رات کو ''عید الموتیٰ'' سمجھنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس رات سب کی تقدیریں لکھی یا تقسیم کی جاتی ہیں، حتی کہ اس سال کس کی شادی ہوگی کس کے یہاں ولادت ہونی ہے اس رات طئے ہوجاتا ہے، یا اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ان لوگوں کی فہرست دے دیتا ہے جن کو اس سال کے اندر موت آنی ہے، یا عالم بالا میں ایک درخت ہے جس پر سب کے نام لکھے ہیں چنانچہ اس رات جن کے نام کے پتے جھڑ جاتے ہیں وہ اس سال کے اندر دنیا سے بھی اٹھا لیا جائے گا...... وغیرہ وغیرہ۔ ان میں بہت ساری باتیں تو ایسی ہیں جن کا ذکر کسی کتاب میں نہیں اور اگر بعض کا ہے تو صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اس سلسلہ کی ساری روایتیں موضوع یا ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن وسنت کا صحیح فہم اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ●●

تعاون کی اپیل

جامعہ اسلامیہ کریم نگر (تلنگانہ)

زیر انتظام جماعت اسلامی ہند کریم نگر (تلنگانہ)

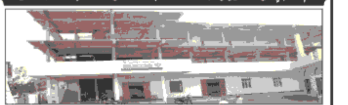

اجمالی تعارف

رابطہ فرمائیں

صدر جامعہ: محمد خیر الدین 09395105880

ناظم جامعہ: ابوجندل خان 09949248062

انصار ریزیڈنشل اسکول برائے یتامیٰ!

شہر ورنگل (تلنگانہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''پوچھتے ہیں یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ کہو جس طرز عمل میں ان کے لئے بھلائی ہو وہی اختیار کرنا بہتر ہے''۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۰)

ریاست تلنگانہ کے شہر ورنگل میں جماعت اسلامی ہند کی زیر نگرانی یتیموں کے لئے ایک اقامتی انگلش میڈیم اسکول جنوری ۲۰۰۷ء میں قائم کیا گیا۔ جہاں یتیم طلباء کے لئے معیاری تعلیم، اسلامی تربیت اور قیام وطعام کا انتظام ہے۔

خصوصیات:

آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ اس اہم پروجیکٹ میں فراخ دلی سے تعاون فرمائیں

چیرمین انصار ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

اسلامک سنٹر، رائے پورہ، ہنمکنڈہ، ضلع ورنگل 506011 (تلنگانہ)

حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنے اور نئی نسل میں دینی فکر کو پروان چڑھانے کے لئے خود پڑھیں اور اقارب واحباب کو بھی پڑھوائیں

دعوت ٹرسٹ کے تحت شائع ہونے والے اخبارات ورسائل کا

سالانہ زرتعاون

اندرون ملک

دعوت سہ روزہ — سالانہ -/600 روپے

زندگی نو ماہنامہ — سالانہ -/270 روپے

کانتی ہندی ہفت روزہ — سالانہ -/250 روپے

کانتی ہندی ماہنامہ — سالانہ -/270 روپے

رابطے کا پتہ:

منیجر دعوت ٹرسٹ، ڈی ۳۱۴، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ۔ ۲۵

The Manager, Dawat Trust,
D-314, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, New Delhi-110 025

Contact Nos

Dawat: 011-26949539, 09818799113

Kanti: 011-26949430, 09818799223